تفصیلی فہرست صفحہ نمبر ۲ پر دیکھیے

شمارہ-60 | جلد 5 | ڈسمبر 2023ء / جمادی الثانی 1445ھ

مدیر اعلیٰ: مفتی عبدالقیوم آرائیں حقانی صاحب
ماہنامہ دعوت دین لاڑکانہ
03337532359 / 03003295730
الحسنین گرامر اسکول نزد سٹی اسکول لاڑکانہ

قیمت فی شمارہ 50 روپیہ
سالانہ فیس 600 روپیہ

عنوانات

ماہنامہ "دعوتِ دین" میں اپنے

خطوط اور مضامین اس ایڈریس پر بھیجئے۔

مدیرِ اعلیٰ

ماہنامہ "دعوتِ دین" لاڑکانہ

الحسنین گرامر اسکول نزد سٹی اسکول لاڑکانہ

Email:

aqayoom1981@gmail.com

واٹس اپ نمبر

03003295730

زہد اور ورع کی حقیقت

شیخ طریقت، شفیق الامت، محبوب العلماء والصلحاء
حضرت اقدس ڈاکٹر عبدالسلام صاحب دامت برکاتہ (ایبٹ آباد)

سالک کا دل دنیا کی فانی چیزوں سے سرد ہو جائے اور ختم ہو جائے، یعنی کہ سالک کے دل کی گہرائیوں میں یہ یقین جم جائے کہ دنیا کی ہر چیز فنا ہونے والی ہے، اس لئے دنیا سے لاتعلق ہو جائے، اس کو زہد کہتے ہیں۔ اور سالک دنیا کی ساری اشیاء مثلاً غیر محرم کا دیکھنا، شریعت کے خلاف قدم اٹھانا وغیرہ، یعنی سالک صرف اس چیز کو اختیار کرے جس کا شریعت حکم دیتی ہے، باقی ہر چیز سے رکا رہے، اس کو ورع کہتے ہیں۔

ورع کے درجے

ورع کے کئی درجے ہیں:

1۔ پہلا درجہ عوام کا ہے کہ عام آدمی ہر حرام، مشتبہ چیز سے پرہیز کرے، جس کو شریعت نے حرام قرار دیا ہے۔

2۔ دوسرا درجہ خواص کا ہے کہ نفس و شیطان اور خواہشات جو انسان کے دل میں آتی ہیں، اس سے دل کو بچائے۔

3۔ یہ درجہ خواص الخواص کا ہے، جس کو انگریزی میں وی وی آئی پی کہتے ہیں، ہر وہ بری چیز جس کا دل ارادہ کرتا ہے، اس سے رکا رہے۔ (اقتباس از دکان عشق)

اللہ تعالیٰ پر یقین کا فائدہ

ارشادات: محبوب العلماء پیر ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی مدظلہ
انتخاب: مولانا رفیق احمد کوریجہ صاحب (لاڑکانہ)

ایک بندہ اللہ پر یقین رکھتا ہے اللہ پر ایمان ایمان رکھتا ہے۔ اب اس پر کتنی ہی بڑی مصیبت کیوں نہ آجائے وہ یہی کہے گا جو اللہ کو منظور۔

جب اس نے کہا جو اللہ کو منظور تو سارا ذہنی بوجھ ختم ہو گیا۔

مثلاً ایک آدمی کے گھر کو آگ لگ جائے، ایک آدمی کے بیوی بچے جل کر مر جائیں یا ایک آدمی کا ایکسیڈنٹ میں سب کچھ تباہ ہو جائے اور اس کے پاس دوسرے لوگ جا کر افسوس کریں تو وہ کہے گا جو اللہ کو منظور۔

جب اس نے یہ الفاظ کہے کہ جو اللہ کو منظور تو سارے کا سارا معاملہ اللہ کے سپرد کر دیا لہذا پاگل ہونے سے بچ گیا۔

اللہ تعالیٰ کی ذات پر تصور اور یقین کا فائدہ یہ ہے کہ انسان ایک متوازن زندگی گذارتا ہے اور نفس اور شیطان سے بچنا اس کے لئے آسان ہو جاتا ہے۔

(خطبات فقیر، ج42)

درسِ قرآن — دلائلِ توحید

مفتی عبدالقیوم آرائیں حقانی صاحب مدظلہ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

قُلْ مَنْ یَّرْزُقُکُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ اَمَّنْ یَّمْلِکُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ مَنْ یُّخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَ یُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَ مَنْ یُّدَبِّرُ الْاَمْرَ فَسَیَقُوْلُوْنَ اللّٰہُ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ○ فَذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمُ الْحَقُّ فَمَا ذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ فَاَنّٰی تُصْرَفُوْنَ○ کَذٰلِکَ حَقَّتْ کَلِمَتُ رَبِّکَ عَلَی الَّذِیْنَ فَسَقُوْٓا اَنَّہُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ○

ترجمہ (اے نبی ﷺ) آپ فرمادیجئے کہ تمہیں آسمان وزمین سے کون رزق دیتا ہے؟ یا کان اور آنکھوں کا مالک کون ہے؟ اور کون مردہ میں سے زندہ کو نکالتا ہے؟ اور کون زندہ میں سے مرہ کو نکالتا ہے؟ اور کون تمام کاموں کی تدبیر فرماتا ہے؟ سو وہ جواب میں ضرور کہیں گے کہ اللہ (یہ کام کرتا ہے) پس آپ (ﷺ) فرمادیجئے کہ پھر تم کیوں نہیں ڈرتے۔ پس یہ ہیں اللہ (تعالیٰ) جو تمہارے حقیقی پروردگار ہیں، پھر حق کے بعد گمراہی کے علاوہ کیا رہ جاتا ہے؟ پھر کہاں پھرے جارہے ہو؟ اسی طرح نافرمانوں پر آپ (ﷺ) کے رب کی بات ثابت ہوچکی ہے کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

تفسیر

دلائلِ توحید

آیت کے اس حصے میں مشرکینِ مکہ کو خصوصی طور پر خطاب کرتے ہوئے ان کے چند مسلمہ امور (Accepted Matters) ذکر کرکے توحید کے دلائل کا بیان ہے کہ آپ ﷺ فرمادیجئے! تمہیں آسمان وزمین سے کون رزق دیتا ہے؟ کان اور آنکھوں کا مالک کون ہے؟ اور کون مردہ میں سے زندہ کو نکالتا ہے اور کون زندہ میں سے مردہ کو نکالتا ہے اور کون تمام کاموں کی تدبیر فرماتا ہے؟

مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ یہاں حضور ﷺ کے ذریعے مشرکینِ مکہ اور تمام منکرینِ توحید کو مخاطب کرکے ان کی توجہ ہر طرف پھیلے ہوئے دلائلِ توحید کی طرف دلائی جارہی

ہے جن میں سے پانچ (5) بنیادی باتوں کا تذکرہ یہاں کیا جارہا ہے:
(1) قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ: اے محبوب ﷺ! آپ ان سے پوچھیے کہ تمہیں کون آسمان سے رزق دیتا ہے یعنی کون ہوائیں چلاتا ہے؟ کون پانی برساتا ہے؟ کون سورج کی روشنی وحرارت زمین تک پہنچاتا ہے؟ کون بارش کے ذریعے فصلوں اور کھیتوں کو سرسبز وشاداب بناتا ہے؟اور ان سے پوچھیے کہ کون زمین سے رزق دیتا ہے یعنی کون زمین کو زرخیز بناتا ہے اور کون زمین سے فصل اور پودے اگا کر رزق کے اسباب مہیا کرتا ہے؟ (تفسیر بحر محیط جلد 5 صفحہ 210)
مَن يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ: تمہیں آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے؟ یہاں اس سے روزی کے حاصل ہونے میں استعمال ہونے والے تمام اسباب مراد ہیں، یعنی تمہارے لیے روزی کے حاصل ہونے میں استعمال ہونے والے تمام اسباب اللہ پاک فراہم کرتے ہیں۔ (تفسیر ماجدی جلد 2 صفحہ 454)
(2) اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ: اے محبوب ﷺ! آپ ان سے پوچھیے کہ وہ کون ہے جس نے تمہیں کان اور سننے کی صلاحیت بخشی ہے؟ جس سے تم سنتے ہو اور وہ کون ہے جو تمام اعضاء پر مکمل قدرت رکھتا ہے کہ ان کو ٹھیک سے پیدا کرے یا آفات سے محفوظ رکھے۔ (تفسیر مواہب الرحمٰن جلد 3 صفحہ 137) **سَمْعَ کا معنی ہے "کان"**، یہاں اس سے کان اور آواز کے سننے میں استعمال ہونے والا پورا نظام مراد ہے۔ (تفسیر بحر محیط جلد 5 صفحہ 201)
کان پر تحقیق: انسان کے چہرے کے اطراف میں دونوں جانب خاص اسٹائل کا حامل ایک ابھرا ہوا عضو ہے جسے "کان" کہا جاتا ہے۔اس کے اندر گڑھے اور اُبھار، پھر ان میں سوراخ، یہ انسانی ضرورت کے عین مطابق ہیں۔
کان پر تحقیق کرنے والے ماہرین کے مطابق آواز بردار ہوا کان کے اُبھاروں سے ٹکرا کر نالیوں سے گذر کر کان کے سوراخ میں چلی جاتی ہے، پھر سوراخ اس ہوا کو اگلے حصے میں واقع نازک چمڑے کے پردے تک لے جاتا ہے جو آگے سے بند ہے۔ پردے کے بعد حوض نما خالی حصہ ہے جس میں ایک خاص قسم کی رطوبت بھری ہوئی ہے۔ جب ہوا پردے سے ٹکراتی ہے تو کان کے حوض میں پانی کے جوہڑ میں پتھر مارنے کی طرح کی

لہریں پیدا ہوتی ہیں۔ حوض کی دوسرے جانب جہاں لہریں ختم ہوتی ہیں وہاں ہر ایک کان میں تین تین ہزار اعصاب (Nerves) ہیں جو ٹیلیفون کی طرح مختلف آوازوں کے سننے کا کام دیتے ہیں۔ اور اس کی اطلاع مرکزِ سماعت کو دیتے ہیں، پھر قوتِ عقلیہ اور دماغیہ فیصلہ کرتی ہے کہ یہ کس چیز کی اور کس قسم کی آواز ہے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ نے جانداروں کے جسموں میں سماعت کے لیے حیرت انگیز اور عجیب وغریب نظام قائم کر رکھا ہے۔ (تفسیر معالم العرفان جلد10 صفحہ 126،125)

(3) وَالْاَبْصَارَ :اے محبوب !آپ ان سے پوچھیے کہ وہ کون ہے کہ جس نے تمہیں آنکھیں دی ہیں؟ (تفسیر مواہب الرحمٰن جلد3 صفحہ 137) بَصَر کی معنیٰ ہے "آنکھ"، یہاں اس سے آنکھ اور چیزوں کو دیکھنے میں استعمال ہونے والا پورا نظام مراد ہے۔ (تفسیر بحر محیط)

آنکھ پر تحقیق: چہرے پر پیشانی کے نیچے دونوں جانب دو گڑھے ہیں، ان میں سفید اور کالے رنگ سے مخلوط دو ڈھیلے (Eyeballs) ہیں جنہیں آنکھیں کہا جاتا ہے۔

آنکھوں پر تحقیق کرنے والے ماہرین کے مطابق آنکھ میں سات (7) طبقے اور تین (3) قسم کی رطوبتیں (Moistures) ہیں۔ آنکھ کے سامنے والے حصے میں نہایت ہی باریک اور شفاف چالیس (40) پردے ہیں جو کہ دیکھنے میں ایک شیشے کی طرح معلوم ہوتے ہیں، اس شیشے کے گرد ایک غلاف ہے جس کے ذریعے کسی حادثے یا دیگر ضروریات کے وقت آنکھ کو بند کرلیا جاتا ہے۔ یہ قدرتِ الٰہی کی کاریگری کا نمونہ ہے کہ اس نے چہرے پر ہڈیوں میں گڑھے بنا کر آنکھوں کو ان کے اندر محفوظ کردیا ہے تاکہ حادثہ کی صورت میں آنکھ کا دفاع ہوسکے۔ اللہ تعالیٰ نے آنکھ میں بھی کان کے نظام سے زیادہ عجیب وغریب اور نہایت ہی نرم ونازک نظام پیدا کرکے بینائی جیسی عظیم نعمت عطا فرمائی ہے کہ جب کوئی چیز آنکھ کے سامنے آتی ہے تو اس کا عکس رطوبت کی وساطت سے آنکھ کے پچھلے حصے میں چلا جاتا ہے، جہاں رطوبت ختم ہوتی ہے وہاں پر اعصاب کا جال بچھا ہوا ہے جب باہر سے آنے والا عکس (Reflection) ان جالیوں پر پڑتا ہے تو یہ اسے بینائی وبصارت کے مرکزی مقام "مجمع نور" تک پہنچاتی ہیں، اس قوت کا تعلق دماغ سے ہوتا ہے۔ چنانچہ آخر میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے مرکزی قوت فیصلہ کرتی ہے کہ آنکھ

نے جو کچھ دیکھا ہے وہ فلاں رنگ یا فلاں قسم کی شکل ہے۔ غرض یہ کہ آنکھ کا یہ عجیب وغریب اور حیرت انگیز نظام اللہ تعالیٰ ہی کا بنایا ہوا ہے۔ (تفسیر معالم العرفان جلد 10 صفحہ 126)

فائدہ: کان قوتِ سماعت (سننے) کا آلہ اور آنکھ قوتِ بینائی (دیکھنے) کا مرکز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کان حق بات سننے کے لیے اور آنکھ اللہ تعالیٰ کی قدرت و حکمت کے دلائل دیکھنے کے لیے عطا فرمائے ہیں۔ اسی لیے یہ دونوں اعضاء، اعضائے جسمانی میں افضل و برتر تسلیم کیے جاتے ہیں۔ ان کی اہمیت کا احساس حقیقی معنوں میں اس وقت ہوتا ہے جب یہ اعضاء اپنا کام چھوڑ دیں، اس وقت چلنے پھرنے اور دیگر کام کاج حتی کہ اپنی ذاتی ضروریات میں انسان کتنی اذیت و مشقت کا شکار ہوتا ہے یہ ایک عام مشاہدے کی بات ہے۔ ایسے وقت میں علاج کرنا درست ہے کہ سنت ہے اور اگر صبر کیا جائے تو یہ باعثِ اجر اور اس پر جنت کا وعدہ ہے۔ جیسا کہ حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: جس شخص کی میں نے دو پیاری پیاری آنکھیں سلب کرلیں اور پھر اس نے صبر کیا، تو پھر میں اسے جنت میں پہنچائے بغیر کسی چیز پر راضی نہ ہوں گا۔ (ترمذی شریف جلد 2 صفحہ 516، معالم العرفان جلد 10 صفحہ 128)

(4) وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ : اے محبوب ﷺ! آپ ان سے پوچھیے کہ وہ کون ہے جو مردہ سے زندہ کو پیدا کرنے پر قدرت رکھتا ہے؟ جس کی ممکنہ صورتیں یہ ہیں:

1۔ حقیر (Abject) وبے جان پانی کے قطرے سے زندہ، جیتا جاگتا اور افضل ترین مخلوق انسان کو پیدا فرمانا۔

2۔ بُرے آدمی سے جو کہ مردہ کی مانند ہے، نیک کو پیدا کرنا جو کہ زندہ کی مانند ہے۔

3۔ عالم سے جاہل کو پیدا فرمانا۔ وغیرہ۔

(5) وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ کون ہے جو زندہ سے مردہ کو پیدا کرنے پر قادر ہے؟ جس کی ممکنہ صورتیں یہ ہیں:

1. زندہ انسان سے بے جان نطفہ کو پیدا فرمانا۔
2. زندہ مرغی سے بے جان انڈہ کو پیدا فرمانا۔

نیک آدمی سے جو کہ زندہ کی مانند ہے، بُرے آدمی کو پیدا فرمانا جو کہ مردہ کی مانند ہے۔ وغیرہ۔ (تفسیر معالم التنزیل جلد 2 صفحہ 352)

درسِ حدیث: اِصلاحِ امت کی جدو جہد

مفتی عبدالقیوم آرائیں حقانی صاحب مدظلہ

عَنْ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ الْمُزَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحْيٰى سُنَّةً مِّنْ سُنَّتِي قَدْ أُمِيتَتْ بَعْدِي كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ أُجُورِ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ أَنْ يُّنْقَصَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا. (رواه الترمذی)

ترجمہ حضرت بلال بن الحارث مزنی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے میری کوئی سنت زندہ کی جو میرے بعد ختم کر دی گئی تھی، تو اس شخص کو ان تمام لوگوں کے اجر و ثواب کے برابر اجر و ثواب ملے گا جو اس پر عمل کریں گے بغیر اس کے کہ ان عمل کرنے والوں کے اجر و ثواب میں سے کچھ کمی کی جائے۔ (ترمذی شریف)

تشریح اس حدیث کے مضمون کو اس مثال سے اچھی طرح سمجھا جاسکتا ہے کہ فرض کیجئے! کسی علاقے کے مسلمانوں میں زکوۃ ادا کرنے کا یا مثلاً باپ کے وراثت میں بیٹیوں کو حصہ دینے کا رواج نہیں رہا، پھر کسی بندہ خدا کی جدو جہد سے اس گمراہی اور بددینی کی اصلاح ہوئی اور لوگ زکوۃ ادا کرنے لگے اور بیٹیوں کو شرعی حصہ دیا جانے لگا تو اس کے بعد علاقہ کے جتنے لوگ بھی زکوۃ ادا کریں گے اور بہنوں کو اس کا شرعی حق دیں گے انکو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس عمل کا جتنا اجر و ثواب ملے گا،ان سب کے مجموعہ کے برابر اس بندے کو عطا ہوگا جس نے ان دینی احکام و اعمال کو پھر سے زندہ کرنے کی جدو جہد کی تھی اور یہ اجر اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصی انعام کے طور پر عطا ہوگا، ایسا نہیں کہ عمل کرنے والوں کے اجر سے کاٹ کر اور کچھ کم کرکے دیا جائے گا۔

اس کی ہمارے ہی زمانے کی ایک مثال یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے امت کی دینی تعلیم و تربیت کے لئے یہ نظام قائم فرمایا تھا کہ ہر مسلمان، جوان ہو یا بوڑھا، امیر ہو یا غریب، پڑھا لکھا ہو یا بے پڑھا لکھا، وہ دین کی ضروری واقفیت حاصل کرے اور دین پر چلے اور اپنے خیالات اور استطاعت کے مطابق دوسروں پر بھی اس کے لئے محنت اور کوشش کرے۔ لیکن کچھ تاریخی اسباب کی وجہ سے وقت گذرنے کے ساتھ یہ نظام کمزور پڑتا رہا اور

صدیوں سے یہ حال ہو گیا کہ علماء اور اہلِ دین کے بہت ہی محدود حلقہ میں دین کی فکر باقی رہ گئی۔ پھر ہمارے ہی زمانے میں اللہ کے ایک مخلص بندے اور رسول اللہ ﷺ کے ایک وفادار امتی مولانا محمد الیاسؒ نے اصلاح امت کے لیے دین کی فکر و محنت کے اس عمومی اور عوامی نظام کو پھر سے رواج میں لانے کے لئے دعوت و تبلیغ کی جد و جہد شروع کی، اپنی زندگی اسلئے وقف کر دی جس کا یہ نتیجہ آنکھوں کے سامنے ہے کہ اس وقت جبکہ پندرہویں صدی شروع ہے، دنیا کے مختلف ملکوں میں مسلمانوں کے مختلف طبقات کے وہ لاکھوں افراد جن کا پہلے دین سے نہ علمی تعلق تھا نہ عملی اور جن کے دل آخرت کی فکر سے بالکل خالی تھے، اب وہ آخرت کو سامنے رکھ کر خود اپنی زندگی کو بھی اللہ و رسول ﷺ کے احکام کے مطابق بنانے کے لیے اور دوسروں میں بھی اس کی فکر پیدا کرنے کے لئے محنت و کوشش کر رہے ہیں، اس راہ میں قربانیاں دے رہے ہیں اور تکلیفیں اٹھا رہے ہیں۔ بلا شبہ مولانا محمد الیاس رحہ کی محنت احیاءِ سنت کی عظیم مثال ہے، اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائے اور اس کے ذریعہ امت میں اور پھر پورے عالم انسانی میں ہدایت کو عام فرمائے۔

اذان کا جواب دینے کی فضیلت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مؤذن للہ اکبر للہ اکبر کہے، اور تم میں سے کوئی کوئی شخص اس کے جواب میں اللہ اکبر اللہ اکبر کہے، پھر مؤذن اشھد ان لا الہ الا اللہ کہے، اور یہ شخص بھی اشھد ان لا الہ الا اللہ کہے، پھر مؤذن اشھد ان محمدا رسول للہ کہے، یہ شخص بھی اشھد ان محمدا رسول للہ کہے، پھر مؤذن حی علی الصلوۃ کہے، یہ شخص لا حول ولا قوۃ الا باللہ کہے، پھر مؤذن حی علی الفلاح کہے، یہ شخص لا حول ولا قوۃ الا باللہ کہے، پھر مؤذن للہ اکبر للہ اکبر کہے، تو یہ شخص بھی اللہ اکبر للہ اکبر کہے، پھر مؤذن لا الہ الا اللہ کہے تو یہ شخص صدقِ دل سے لا الہ الا اللہ کہے، تو یہ (جواب دینے والا) جنت میں جائے گا۔ (مسلم شریف)

مقامِ صحابہ رضہ

(بیان) شیخ طریقت، شفیق الامت، محبوب العلماء والصلحاء

حضرت اقدس ڈاکٹر عبدالسلام صاحب دامت برکاتہ (ایبٹ آباد)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

میرے محترم معزز علماء کرام، پیارے طالب علمو، بزرگو، بھائیو اور دوستو!

اللہ پاک کا لاکھ لاکھ انعام ہے، اس کا کرم اور اس کا احسان ہے کہ اللہ پاک نے اپنے ذکر کیلئے، اپنی یاد کیلئے، اپنا قُرب حاصل کرنے کیلئے اور اپنے سے تعلق جوڑنے کیلئے آپ اور ہم کو توفیق دے دیتا ہے۔ اس پر اللہ رب العزت کا شکر ادا کرنا چاہیے کیونکہ شکر سے اللہ پاک خوش ہوتے ہیں، نعمت کو بڑھاتے ہیں اور مزید بھی عمل کرنے کی توفیق دیتے ہیں۔

اللہ پاک سے عبادت کی توفیق مانگنا چاہئے

جیسے اللہ پاک ذکر اور شکر کی توفیق دیتا ہے ایسے ہی اللہ پاک عبادت کی بھی توفیق دیتا ہے لہذا ہم عبادت میں بھی اللہ پاک سے توفیق مانگیں، یہ زبان اللہ نے بنائی ہے اللہ کے حکم سے چلتی ہے بلکہ ہمارے جسم کا ایک ایک بال اس کے حکم سے حرکت کرتا ہے۔ اس لئے اللہ پاک سے مانگنا چاہیے کیونکہ اللہ پاک مانگنے سے خوش ہوتے ہیں نہ مانگنے سے ناراض ہوتے ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے مَنْ لَمْ یَسْئَلِ اللّٰہَ یَغْضَبْ عَلَیْہِ جو اللہ پاک سے مانگتا ہے اللہ پاک اس سے خوش ہوتے ہیں اور جو اللہ پاک سے نہیں مانگتا اللہ پاک اس سے ناراض ہوتے ہیں۔

اللہ پاک سے ذکر کی توفیق مانگنا چاہئے

نبی علیہ السلام کی مشہور دعا ہے اَللّٰھُمَّ اَعِنِّی عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ اے اللہ میری مدد فرما ذکر میں، یعنی ہم ذکر میں، اللہ پاک کو یاد کرنے میں اور اللہ پاک سے تعلق جوڑنے میں اللہ پاک کے محتاج ہیں، اللہ توفیق دے گا تو اللہ کو یاد کر سکیں گے۔ اس لیے اللہ پاک سے ذکر کی توفیق مانگنا چاہئے کہ اے اللہ تُو ذکر میں بھی ہماری مدد فرما کیونکہ ہم بہت کمزور ہیں تیری مدد کے بغیر ہم کچھ بھی نہیں کر سکتے۔

اللہ پاک سے شکر کی توفیق مانگنا چاہئے

ہم اللہ پاک کی ہزاروں نعمتوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں، روزانہ اللہ پاک کی ہزاروں نعمتیں استعمال کرتے ہیں، سونے کی نعمت، کھانے کی نعمت، پینے کی نعمت، لباس کی نعمت، مال کی نعمت، اولاد کی نعمت، ایمان کی نعمت، اسلام کی نعمت، ہدایت کی نعمت، ان کے علاوہ بھی اتنی نعمتیں ہیں کہ ہم شمار نہیں کر سکتے، ان ساری نعمتوں پر شکر کرنا چاہیے اور اللہ پاک سے شکر کی توفیق بھی مانگنا چاہئے کہ اے اللہ تُو شکر میں بھی ہماری مدد فرما کیونکہ ہم بہت کمزور ہیں تیری مدد کے بغیر ہم شکر بھی نہیں کر سکتے۔

اللہ پاک سے عبادت کی توفیق مانگنا چاہئے

ہم اللہ پاک کے محتاج ہیں اس لیے ہمیں عبادت کی توفیق بھی اللہ پاک سے مانگنا چاہئے کہ اے اللہ تُو عبادت میں بھی ہماری مدد فرما کیونکہ ہم بہت کمزور ہیں تیری مدد کے بغیر ہم تیری عبادت نہیں کر سکتے۔

کونسی عبادت مطلوب ہے؟

اَحسن عبادت جو اللہ کا قرب دلائے، اَحسن عبادت جو اللہ سے تعلق جوڑے، اَحسن نماز اَحسن تلاوت، اَحسن ذکر، اَحسن حج، اَحسن روزہ، اَحسن زکوٰۃ، اَحسن ایمان۔

ہم احسن عبادت بھی اللہ سے مانگیں، اللہ پاک توفیق دے گا تو ان شاءاللہ احسن عبادت ہو گی پھر جو حج ہو گا وہ حجِ مبرور ہو گا یعنی مقبول حج ہو گا، پھر جو نماز ہو گی وہ بر لینے والی نماز ہو گی، اللہ سے حاصل کرنے والی نماز ہو گی۔

نوجوانی میں اللہ پاک سے تعلق

میرے بزرگو، بھائیو، دوستو! پچھلی دفعہ نوجوانوں کے فضائل بیان ہوئے۔ نوجوان کلمہ گو جب اللہ کی عبادت کرتا ہے تو اسکو کیا مقام ملتا ہے؟ صحابہ کرام رضہ میں بھی ایسے نوجوان صحابہ رضہ تھے جنھوں نے نوجوانی میں اللہ پاک سے ایسا تعلق جوڑا کہ وہ مثالی تعلق بن گیا۔

صحابہ رضہ کے اوقات بڑی برکت والے بن گئے تھے

حضرت ابوہریرہ رضہ کا ذکر ہوا تھا کہ انہوں نے نبی علیہ السلام کی صحبت میں صرف چار سال

گذارے اور وہ چار سال بڑی برکت والے تھے۔

حضرت سعد بن معاذ رضہ 31 سال کی عمر میں ایمان لائے، 37 سال کی عمر میں دنیا سے رخصت ہو گئے، شہید ہو گئے، یہ چھ سات سال بھی بڑی برکت والے تھے۔

سعد بن معاذ رضہ کا قبولِ اسلام

جب حضور ﷺ نے مصعب رضہ کو مدینہ بھیجا تو اسعد بن زرارہ رضہ کے گھر میں انکا قیام تھا وہ لوگوں کو اسلام کی دعوت دینے لگے۔ سعد بن معاذ رضہ جو اسعد بن زرارہ رضہ کے چچازاد بھائی تھے انصار کے اوس قبیلے کے سردار تھے، ان کو جب پتہ چلا کہ مصعب رضہ مدینہ میں آئے ہیں اور اسعد بن زرارہ رضہ کے گھر میں مقیم ہیں تو وہ اسعد بن زرارہ رضہ کے گھر گئے کہ مصعب رضہ کو اپنے اس دین کے ساتھ جو وہ لائے ہیں جسکی طرف لوگوں کو راغب کر رہے ہیں، انکو اپنے دین کے ساتھ مدینہ منورہ کی بستی سے نکال دیں گے۔

انسان کیا سوچتا ہے اور اللہ پاک کیا کرتے ہیں

قربان جاؤں اللہ رب العزت کی ذات اور صفات پر کہ ہدایت اللہ پاک نے اپنے ہاتھ میں رکھی ہے۔ حضرت عمر رضہ کا واقعہ آپ نے بار بار سنا ہے کہ نبی علیہ السلام کے پاس کس ارادے سے گئے تھے اور پھر کس طرح اللہ پاک نے اسکے لیے ہدایت کا دروازہ کھول دیا تھا۔ بہر حال! جب سعد بن معاذ رضہ اس ارادے سے گئے اور وہاں پہ مصعب بن عمیر رضہ کا بیان سنا تو اللہ تعالیٰ نے انکی روح پر بھی اثر کیا، انکے دل پر بھی اثر کیا، اللہ پاک نے اسکے دل کو اسلام کے لیے پھیر دیا جس کے نتیجے میں وہ کلمہ پڑھ کر ایمان لے آئے۔

سعد بن معاذ رضہ کا ایمان افروز بیان

جب نبی کریم ﷺ نے جنگ بدر کیلئے جہاد کا اعلان کیا تو سعد بن معاذ رضہ نے اس وقت کہا کہ: یارسول اللہ ﷺ! آپ اللہ کے سچے نبی ہیں، آپکا مذہب سچا ہے، آپکا اسلام سچا ہے، آپ ﷺ کا دین سچا ہے، اے اللہ کے نبی ﷺ ہم آپکا ساتھ دیں گے، آپکو نہیں چھوڑیں گے، اگر آپ سمندر عبور کریں گے تو ہم آپکے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر سمندر کو عبور کریں گے، ہم آپکو نہیں چھوڑیں گے، ہم آپکا ساتھ دیں گے۔

نبی کریم ﷺ کی شان

صحابہ کرام رضہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب مسکراتے تھے تو مسجدِ نبوی کی دیواریں چمک اُٹھتی تھیں۔ آپ ﷺ کے دندان مبارک سے جو نور نکلتا تھا وہ نور جب مسجدِ نبوی کی دیواروں پر پڑتا تھا تو مسجدِ نبوی کی دیواریں منور ہو جاتی تھیں۔ صحابہ رضہ فرماتے ہیں کہ کبھی ہم چودھویں رات کے چاند کو دیکھتے تھے اور کبھی نبی ﷺ کے نورانی چہرے کو دیکھتے تھے تو نبی ﷺ کا نورانی چہرہ مبارک چودھویں رات کے چاند سے بھی زیادہ روشن نظر آتا تھا۔

سعد بن معاذ رضہ کی سعادت

نبی کریم ﷺ نے ایک دفعہ مسجدِ نبوی کے کونے میں لگائے ہوئے ٹنٹ میں انکا علاج کروایا اور نبی کریم ﷺ نے خود انکی دیکھ بھال فرمائی، اسی دوران اللہ کے نبی ﷺ نے ایک مرتبہ انکا سر اپنی گود مبارک میں رکھا تو سعد بن معاذ رضہ اللہ کے نبی ﷺ کے چہرہ مبارک کو دیکھنے لگے، کیونکہ سعد بن معاذ رضہ کو زخم کی حالت سے پتہ لگ تھا کہ یہ زخم میری شہادت کا باعث بنے گا لہذا شہادت سے پہلے جی بھر کے نبی کریم ﷺ کے چہرے مبارک کی زیارت کرنے لگے۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ جب حضرت سعد بن معاذ رضہ کی روح نکلی تو اللہ رب العزت کے عرش میں حرکت پیدا ہو گئی، اللہ کے عرش میں جنبش پیدا ہو گئی، اللہ پاک کا عرش ہِل اٹھا، لرز اٹھا۔ ایک اور روایت میں آتا ہے کہ اللہ رب العزت مسکرائے۔ سعد بن معاذ رضہ کی جب روح نکلی تو یہ نوجوان ساتھی تھے 37 سال کی عمر میں شہید ہوئے مگر ایسا مقام نصیب ہوا کہ اللہ کے عرش میں حرکت پیدا ہو گئی۔

میرے بزرگو، بھائیو، دوستو! سعد بن معاذ رضہ نوجوان تھے، لمبا قد تھا، خوبصورت تھے، نبی کریم ﷺ کے کلمہ گو صحابی تھے، نبی کریم ﷺ کے صحبت یافتہ تھے، نبی کریم ﷺ کے قلب کا نور انھیں منور کرتا تھا، اللہ پاک نے انہیں صفات والا بنایا تھا۔ انکے پاس عرصہ تھوڑا تھا لیکن انھوں نے تھوڑے عرصے میں بڑا مقام پالیا، نبی کریم ﷺ کے ساتھ جہاد میں شریک رہے، جنگِ خندق میں انکو تیر لگے جسکی وجہ سے زخمی ہو گئے، زخم خراب ہو گئے اسی وجہ سے وہ شہادت کا باعث بنے۔

مقامِ صحابہ رضہ

اللہ پاک نے صحابہ رضہ کو بڑا مقام عطا کیا تھا، نبی کریم ﷺ نے ایسے ہی نہیں فرمایا تھا کہ میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں جسکی بھی پیروی کروگے ہدایت پاجاؤگے، آپ ﷺ کے قلب کا نور اور آپ ﷺ کے نورانی چہرے کا نور صحابہ کرام رضہ کو منور کرتا تھا۔

صحابہ کرام رضہ اکی اِتباع

صحابہ کرام رضہ نبی کریم ﷺ کی بہت زیادہ اتباع کرنے والے تھے

صحابہ کرام رضہ نبی کریم ﷺ کی سنتوں پر عمل کرنے والے تھے

صحابہ کرام رضہ نبی کریم ﷺ کے صحبت یافتہ والے تھے

صحابہ کرام رضہ نبی کریم ﷺ کی ایک ایک سنت پر عمل کرنے والے تھے

صحابہ کرام رضہ نبی کریم ﷺ کی ہر بات کو سینے میں بسانے والے تھے

صحابہ کرام رضہ نبی کریم ﷺ کے دین کو امت میں پھیلانے والے تھے۔

اس لیے ہمیں اللہ پاک سے مانگنا چاہیے کہ اے اللہ ہمیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نقش قدم پہ چلنے کی توفیق عطافرما!

حضرت عبداللہ بن عمر رضہ کی اِتباعِ سنت کا عجیب واقعہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضہ ایک مرتبہ اونٹنی پر سوار جارہے تھے،ایک جگہ پر اپنا سر نیچے کرلیااور فرمایامیں نے نبی ﷺ کو یہاں اس طرح کرتے دیکھا تھااس لیے میں نے بھی اسی طرح کرلیا۔

مختصر سی زندگی میں اللہ پاک کا کرم

میرے بزرگو، بھائیو، دوستو! یہ دنیاکی مختصر سی زندگی ہے گزر جائے گی مگر آخرت کی زندگی بڑی لمبی ہے کبھی ختم نہ ہونے والی زندگی ہے۔اس لیے ہمیں اللہ پاک سے مانگنا چاہیےاور اللہ پاک اتنے کریم ہیں کہ اللہ پاک نے اتنی مختصر سی زندگی میں ابدالآباد کی زندگی کی کامیابی کیلئے موقع دیا ہے اس موقع سے فائدہ اٹھائیں اور اللہ پاک سے مانگیں نبی کریم ﷺ کی اِتباع کریں۔

اللہ پاک عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

تین چیزوں کی اہمیت

مولانا محمد اسماعیل مغیری صاحب

(1): تین چیزیں ایک ہی جگہ پرورش پاتی ہیں: 1" پھول 2" کانٹے 3 " خوشبو

(2): تین چیزیں ہر ایک کو ملتی ہیں: 1 " خوشی 2" غم 3" موت

(3): تین چیزیں ہر ایک کی الگ الگ ہوتی ہیں: 1" صورت 2" سیرت 3" قسمت

(4): تین باتوں کو کبھی چھوٹا نہ سمجھو: 1" قرض 2" فرض 3" مرض

(5): تین چیزوں کو کبھی نہ ٹھکراؤ: 1" دعوت 2" تحفہ 3" مشورہ

(6): تین چیزوں کو ہر کوئی اپنالے: 1" صبر 2" رزق 3" شکر

(7): تین چیزوں کو ہمیشہ پاک رکھو: 1" جسم 2" لباس 3" خیالات

(8): تین چیزوں کو ہمیشہ یاد رکھو: 1" نعمت 2" احسان 3" موت

(9): تین چیزیں ہمیشہ حاصل کرو: 1" علم 2" اخلاق 3" ہنر

(10): تین چیزوں سے پرہیز کرو: 1 حسد 2" غیبت 3" چغلخوری

(11): تین چیزوں کو ہمیشہ قابو میں رکھو: 1" زبان 2 " غصہ 3" نفس

(12): تین چیزوں کے لیے لڑو: 1" دین 2" حق 3" عزت

(13): تین چیزیں ہمیشہ واپس نہیں آتیں: 1 " زندگی 2" وقت 3" جوانی

غرباء کے لئے خوشخبری

مفتی عبدالمنان آرائیں صاحب

حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسلام جب شروع ہوا تو وہ غریب تھا یعنی لوگوں کیلئے اجنبی حالت میں تھا، پس خوشخبری ہو غرباء کے لئے اور (غرباء) وہ لوگ ہیں جو اس فساد اور بگاڑ کی اصلاح کی کوشش کریں گے جو بگاڑ میرے بعد میری سنت میں لوگ پیدا کریں گے۔ (جامع ترمذی)

ہماری اردو زبان میں تو نادار اور مفلس آدمی کو غریب کہا جانے لگا ہے لیکن اس لفظ کے اصل معنی ایسے پردیسی کے ہیں جس کا کوئی شناسا اور پرسان حال نہ ہو۔

رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کا حاصل یہ ہے کہ جب اسلام کی دعوت کا آغاز ہوا تھا اور اللہ تعالی کے حکم سے آپ ﷺ نے اہل مکہ کے سامنے اسلام پیش کیا تھا تو اسلام کی تعلیم، اس کے عقائد، اس کے اعمال اور اس کا نظامِ زندگی لوگوں کے لئے بالکل اجنبی تھا اور اس وقت اسلام ایسے غریب پردیسی کی طرح تھا جس کا کوئی جاننے والا نہ ہو۔ پھر رفتہ رفتہ یہ صورت حال بدلتی رہی لوگ اس سے مانوس ہوتے رہے اور اس کو اپناتے رہے، یہاں تک کہ ایک وقت آیا کہ پہلے مدینہ منورہ کے لوگوں نے اجتماعی طور پر اس کو سینہ سے لگایا، پھر جلد ہی قریباً پورے جزیرۃ العرب نے اس کو اپنا لیا، پھر دنیا کے دیگر ملکوں میں بھی اسکو عام مقبولیت حاصل ہوئی لیکن جیسا کہ اوپر بھی عرض کیا گیا اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی ﷺ پر منکشف کیا گیا تھا کہ جس طرح اگلی امتوں میں بگاڑ آیا تھا اسی طرح آپ کی امت میں بھی بگاڑ آئے گا اور اکثر لوگ گمراہانہ رسوم اور غلط طور طریقوں کو اپنا لے گیں اور اصل اسلام جس کی دعوت و تعلیم آپ نے دی تھی، بہت ہی کم لوگوں میں رہ جائے گا اور اپنے ابتدائی دور کی طرح وہ پھر اجنبی بن جائے گا تو نبی ﷺ نے اس حدیث میں امت کو اس بات کی اطلاع دی ہے اور ساتھ ہی نبی ﷺ کی طرف سے امت کے ان

وفادار لوگوں کو مبارکباد دی گئی ہے جو عمومی فساد کے وقت اصل اسلام پر قائم رہ کر بگڑی ہوئی امت کو اصل اسلام کی طرف لانے کی جدوجہد کریں گے، اس حدیث میں دین کے ایسے وفادار خادموں کو نبی ﷺ نے غرباء کا خطاب دیا ہے۔

بلا شبہ ہمارے زمانے میں امت کا جو حال ہے، اس پر یہ حدیث پوری طرح سچی ہے، امت کی اکثریت دین کی بنیادی تعلیمات سے بے خبر قبر پرستی جیسے صریح شرک میں مبتلا اور نماز و زکوۃ جیسے بنیادی ارکان سے غافل ہے، روز کے معاملات، خرید و فروخت وغیرہ میں حلال و حرام کی کوئی پرواہ نہیں۔ جھوٹے مقدمات اور جھوٹی گواہی جیسے موجبِ لعنت گناہوں سے صرف اللہ و رسول ﷺ کے حکم کی وجہ سے پرہیز کرنے والے بہت ہی کم رہ گئے ہیں، علماء و درویشوں کی بڑی تعداد میں نفس پرستی اور حب جاہ و مال کی وہ خرابیاں آگئی ہیں جو یہود و نصاری کے احبار ورہبان میں پیدا ہوگئی تھیں، جنکی وجہ سے ان پر خدا کی لعنت ہوئی تھی، ایسے فسادِ عام کے وقت میں جو لوگ اصل اسلام اور نبی ﷺ کی ہدایت و سنت سے وابستہ رہیں اور امت کی اصلاح کی فکر و کوشش میں حصہ لیں وہ لشکر محمدی کے وفادار سپاہی ہیں، انہیں کو شاباشی اور مبارکباد دی گئی ہے۔

امتحان کے مقاصد اور امتحان کی تیاری

ترتیب: مولانا عبدالمقیت سکھروی صاحب

شیخ الاسلام حضرت اقدس مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ نے طلبہ سے خصوصی خطاب فرمایا، س خطاب کا موضوع بالخصوص امتحان کے مقاصد اور امتحان کی تیاری تھا۔

خطاب کے اہم نکات درج ذیل ہیں:

◆ امتحان ایک بہت ہی مفید عمل ہے، کیونکہ طلبہ کو امتحانات کی فکر کے نتیجے میں جو کچھ پڑھا ہے وہ دہرانے کا موقع مل جاتا ہے۔

◆ ہمارے ہاں کئی دفعہ اس پر غور ہوا کہ سال کے درمیان میں صرف ایک بار امتحان ہو، لیکن امتحان کے اسی فائدے کے پیش نظر تین امتحانات کا پرانا نظام برقرار رکھا گیا۔

◆آج کل کچھ ایسی رسمیں پڑ گئی ہیں، جن سے امتحان کا مکمل فائدہ حاصل نہیں ہو رہا، جیسا کہ آج کل امتحان کی تیاری کے لئے خاص کتابیں چھپ گئی ہیں۔

◆ اگر وقت کو صحیح استعمال کیا جائے تو امتحاں کی تیاری کے لئے دی گئی تین دن کی چھٹی میں تین مہینے کے اسباق کو دہرانا کچھ مشکل نہیں ہونا چاہئے۔

◆ اگر استعداد اچھی بن رہی ہے تو نمبر کم لینے میں کوئی مضائقہ نہیں، لیکن اگر استعداد پیدا نہیں ہوئی اور نمبر اچھے آگئے تو دھوکے میں رہو گے۔

◆ اگر پڑھنے کے لئے بیٹھنے کے بعد پڑھنے میں دل نہیں لگتا تو رب اشرح لی۔اور "سورۂ الم نشرح پڑھ کر بیٹھیں اور اللہ تعالیٰ سے مانگتے رہیں۔

◆ اگر کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو اساتذہ اور اپنے ساتھیوں سے پوچھنے میں کوئی عار نہیں ہونی چاہئے۔

◆ ہمارے والد صاحب رح فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے دارالعلوم دیوبند میں یہ منظر بھی دیکھا ہے کہ کسی استاد کو سبق پڑھاتے ہوئے کوئی اشکال ہو جاتا تو انہیں اس میں ذرا تامل نہیں ہوتا تھا کہ وہ سبق کے درمیان میں ہی کتاب لے کر اٹھ جاتے اور دوسرے استاد سے رہنمائی لے لیتے تھے، کیونکہ مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا تھی، اپنی شان دکھانا

مقصود نہیں تھا، جب اساتذہ ایسا کرتے تھے تو اس سے طلبہ کو بھی سبق ملتا تھا۔

امتحانات میں نمبر اچھے آئیں، اس کے لئے کچھ باتیں عرض کرتا ہوں:

◆ جب پرچہ دینے جانے لگو تو اللہ تعالیٰ سے رجوع کرتے ہوئے جاؤ، راستے میں دعا کرتے جاؤ، راستے میں کوئی کاغذ لے کر پڑھنے کی ضرورت نہیں، جو پڑھ لیا پہلے پڑھ لیا۔

◆ امتحان ہال میں ٹھیک مقررہ وقت پر بلکہ اس سے بھی پہلے پہنچو تاکہ وہ وقت رجوع الی اللہ میں گزرے۔

جب میں نو سال کا تھا اور درجۂ اُولیٰ کا امتحان آیا تو میرے والد صاحب نے مجھے ایک عمل بتایا، اس وقت سے آج تک ہر امتحان کے موقع پر میرا اس عمل کا معمول ہے، وہ عمل آپ کو بتا دیتا ہوں

◆ تقریری امتحان سے پہلے اور تحریری امتحان میں پرچہ کھولنے سے پہلے دائیں ہاتھ کی پانچ انگلیوں پر کٓھٰیٰعٓصٓ اس طرح پڑھیں کہ پہلے چھوٹی انگلی پر "کاف" کہہ کر انگلی بند کر لیں، پھر ہر ہر حرف پر ایک ایک انگلی بند کرتے جائیں، اس کے بعد کہیں کُفِیتُ، پھر حٓمٓعٓسٓقٓ اس طرح پڑھیں کہ "ح" پڑھ کر چھوٹی انگلی کھول دیں، پھر ہر ہر حرف پر ایک ایک انگلی کھولتے جائیں، اور کہیں حُمِیتُ۔

◆ صرف امتحان میں نہیں، بلکہ زندگی کے ہر موڑ پر انسان کا کام یہ ہے کہ اپنی سی کوشش کر کے رجوع الی اللہ کرے اور پھر جو نتیجہ آئے اس پر راضی رہے، یہی بندگی کا تقاضا ہے، یہ تصوّف کی باتیں ہیں، یہ امتحان کا تصوّف ہے، اگر امتحان میں تم بھی ان چیزوں پر عمل کرو گے تو تم بھی صوفی ہو، میں آپ کو امتحان کا صوفی بنانا چاہتا ہوں۔

◆ تصوف ہر چیز میں رچا بسا ہے، صرف نیت ٹھیک کرنے کی ضرورت ہے۔

◆ خوب سمجھ لیجئے کہ اس دار العلوم میں ہمارے لئے سب سے اہم کام آپ کا علم و عمل ہے، ساری سرگرمیاں، سارے کام اور سب دفاتر اسی مقصد کے لئے ہیں۔

◆ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو امتحان کا صحیح فائدہ پہنچائے، آپ کا سینہ کھول دے اور آپ کو کامیابی عطا فرمائے۔ آمین۔

تلوار کا حق

مولانا سجاد الرحمٰن کمبھار صاحب (قمبر)

غزوہ احد کے موقع پر نبی ﷺ نے فوج کی تیاری کے بعد اپنی تلوار کو نیام سے نکال کر کے فرمایا: کون ہے جو یہ تلوار لے اور اس کا حق ادا کرے؟ کئی آدمی اس کو لینے کے لیے لپکے جن میں حضرت علیؓ، زبیر بن عوامؓ، حضرت عمر بن خطابؓ شامل تھے۔

آخر میں ابو دجانہؓ اٹھے اور نبی ﷺ کا ارادہ بھی اسی کو دینے کا تھا، اس نے اٹھ کر پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! اس تلوار کا حق کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اسکا حق یہ ہے کہ اس تلوار سے جنگ کی جائے یہاں تک کہ اس کی دھار ٹیڑھی ہو جائے، ابو دجانہؓ نے کہا: اسکے لیے میں تیار ہوں، آپ ﷺ نے تلوار اس کو دے دی۔

حضرت زبیر بن عوامؓ فرماتے ہیں کہ ابو دجانہ سے پہلے میں نے رسول اللہ ﷺ سے تلوار مانگی لیکن آپ ﷺ نے مجھے روک کر ابو دجانہ کو دے دی تو میں نے اپنے دل میں کچھ ناراضگی محسوس کی، اسلیے اب میں دیکھنا چاہتا تھا کہ ابو دجانہ اس کا کیا کرتا ہے؟ چنانچہ میں اس کے پیچھے لگ گیا۔ ابو دجانہؓ نے ایک سرخ پٹی نکالی اور اس سے اپنا سر باندھ لیا۔ انصار نے یہ دیکھا تو کہنے لگے کہ ابو دجانہؓ نے موت کی پٹی باندھ لی ہے۔ اسکے بعد وہ لڑنے لگے اور جو بھی مشرک سامنے آتا اس کو قتل کر دیتے۔ مشرکین میں ایک آدمی ایسا تھا جو کسی زخمی کو دیکھتا تو اس کا کام تمام کر دیتا، ابو دجانہؓ اس کے قریب گئے پھر دونوں نے ایک دوسرے پر وار کیا۔ ابو دجانہؓ نے ڈھال سے اس کا وار روک لیا، اسکی تلوار ڈھال میں اٹک گئی، پھر ابو دجانہ نے وار کیا اور کافر ابو دجانہؓ کی تلوار کے وار سے مارا گیا۔

کعب بن مالکؓ کہتے ہیں کہ میں نے غزوہ احد میں دیکھا کہ ایک مشرک پوری تیزی کے ساتھ مسلمانوں کی طرف بڑھنے لگا، دوسری طرف میں نے ایک مسلمان کو دیکھا کہ وہ اسکی تاک میں تھا، مشرک اس تک پہنچا تو تاک میں بیٹھے مسلمان نے اتنے زور سے تلوار ماری کہ وہ اس کے سر میں داخل ہو کر رانوں تک پہنچ گئی اور اس کے جسم کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ پھر اس نے اپنا چہرہ کھولا اور کہا: کعب! میں ابو دجانہ ہوں۔

ابو دجانہؓ نے غزوہ احد میں بہت ہی اچھا کردار ادا کیا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کو بچانے کے لیے دیوار بن کر کھڑے ہوئے تاکہ آپ ﷺ دشمن کے پھینکے ہوئے تیروں سے محفوظ رہیں اور انہوں نے اپنے جسم کو کفار کے تیروں کے لیے ڈھال بنالیا۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ کفار کے جو تیر نبی ﷺ کی طرف آتے تھے انکو وہ اپنی پشت سے روکتے تھے اور انہوں نے اس بات کی کوئی پرواہ نہ کی کہ سارے تیر ان کی پشت پر لگ رہے ہیں۔

اس واقعہ سے یہ سبق ملتا ہے کہ قائد کی ذمہ داریوں میں سے ایک ذمہ داری یہ بھی ہے کہ وہ اپنے ساتھیوں کو پہنچانتا ہو اور ہر ایک کو اپنے مناسب مقام کے لیے محفوظ رکھے۔

اس وقت بہت سارے لوگوں کو یہ بات بڑی عجیب معلوم ہوئی کہ آپ ﷺ اپنی تلوار ابو دجانہؓ کو کیوں دے رہے ہیں، اس لیے کہ انہوں نے ابو دجانہؓ کو پہنچانا نہیں تھا لیکن قائد ﷺ نے اس کو پہنچان لیا تھا اور آپ ﷺ کو معلوم تھا کہ وہ جس چیز کے لیے اپنے آپ کو پیش کرتا ہے اس کا کس طرح حق ادا کرتا ہے۔

داعیوں اور قائدین کو اسی طرح کرنا چاہیے کہ ان کو اپنے کارکن ساتھیوں کی صلاحیتوں کا پتہ ہو اور ہر صلاحیت کو اپنی درست جگہ میں استعمال کریں۔

اقوال زرین

چار چیزوں کو چار چیزوں سے دھویا کریں۔

1: زبان کو ذکر سے۔

2: آنکھ کو آنسوں سے۔

3: گناہ کو استغفار سے۔

4: دل کو اللہ کے خوف سے۔

پریشانیوں کا حل قرآنی وظائف

اگر آپ بہت پریشان رہتے ہیں تو یہ عمل کریں۔

یہ آیات ترجمہ کے ساتھ لکھ کر رکھیں جب کبھی پریشانی آئے تو صرف ایک بار ترجمہ کے ساتھ ان آیات کو پڑھ لیں، ساری پریشانی چند لمحوں میں ختم ہو جائے گی۔

1 : اِنَّهٗ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ

یقینا میرا رب سب کچھ سننے والا، ہر ایک سے (زیادہ) میرے قریب ہے۔

2 : مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى

تمہارے رب نے نہ تمہیں چھوڑا ہے اور نہ ناراض ہوا ہے۔

3 : اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ

وہ (ہی تو ہے جو) مجبور کی فریاد سنتا ہے۔

4 : لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا

تم نہیں جانتے، شاید اللہ اس کے بعد کوئی نئی بات پیدا کر دے۔

5 لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا

غم نہ کرو، بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

6 : اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ

بے شک میرے ساتھ میرا رب ہے، وہ جلد ہی مجھے (مشکلات سے نکلنے کا) راستہ بتائے گا۔

7 : سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا

جلد ہی اللہ مشکل کے بعد آسانی پیدا کر دے گا۔

8 : اَنِّيْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ

(اے میرے رب!) میں بے بس ہو چکا ہوں، اب آپ ہی بدلہ لیجیے۔

9 ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ

پھر اللہ نے انسان کے لیے راستہ بھی آسان بنا دیا۔

10 : لَا تَخَافَا اِنَّنِيْ مَعَكُمَا اَسْمَعُ وَاَرٰى

ڈرو نہیں، یقین کرو میں تمہارے ساتھ ہوں۔ سن بھی رہا ہوں اور دیکھ بھی رہا ہوں۔

اسلام میں جمعہ کے دن کاروبار کرنے کی ترغیب

مولانا مظہر الدین سومرو صاحب

قارئین کرام! جیسا کہ ہم لوگوں میں عام طور پر یہ بات مشہور ہے کہ جمعہ کا دن کاروبار کرنے کا نہیں ہے بلکہ چھٹی کا دن ہے۔ حالانکہ اسلام میں ایسا کچھ بھی نہیں ہے بلکہ جمعہ کے دن تو کاروبار کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالی نے قرآن پاک میں فرمایا ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ

اے ایمان والو جب اذان ہو نماز کی جمعہ کے دن تو دوڑو اللہ کی یاد کو اور چھوڑ دو خرید و فروخت یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم کو سمجھ ہے

فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِن فَضْلِ اللَّهِ وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ

پھر جب تمام ہو چکے نماز تو پھیل پڑو زمین میں اور ڈھونڈو فضل اللہ کا اور یاد کرو اللہ کو بہت سا تا کہ تمہارا بھلا ہو۔

ان آیات میں نمازِ جمعہ سے پہلے وَذَرُوا الْبَيْعَ کا ذکر ہے یعنی جمعہ کے دن جمعہ کی نماز سے پہلے کاروبار کا ذکر ہے یعنی جب نماز جمعہ کا وقت ہو جائے تو کاروبار کو چھوڑ دو، نماز کی طرف دوڑو اور نمازِ جمعہ کے بعد ترغیب ہے فَانتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ یعنی نمازِ جمعہ کے بعد رزق تلاش کرنے کے لئے پھیل جاؤ۔

ان آیات میں نماز جمعہ سے پہلے اور نمازِ جمعہ کے بعد دونوں کا ذکر ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کے دن کاروبار کرنا افضل ہے اور باقی دنوں میں مباح ہے۔ اور ان آیات میں گویا کہ اللہ تعالی

نے دو قسم کی عبات کرنے کی تاکید بیان کی ہے۔

(1) ایک عبادت من وجہ (2) دوسری عبادت من غیر وجہ

عبادت من وجہ سے مراد نماز، تلاوت، ذکر، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وغیرہ، دوسری عبادت من غیر وجہ سے مراد ہے معاملات، اور معاملات کا اہم رکن ہے کاروبار یعنی کسب الرزق اور اس میں بھی فرائض میں سے ایک فرض قراد دیا گیا ہے۔

یہ تو قرآن کریم سے معلوم ہوا، لیکن اس کے متعلق آپ ﷺ کا ارشاد مبارک بھی ہے کہ طلب کسب الحلال فریضة بعد الفریضة یعنی حلال روزی کمانا فرض کی ادا گگی کے بعد فرض ہے۔

اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ دیگر فرائض کی رعایت کرتے ہوئے حلال رزق کمانا بھی فرض ہے اور لازمی بات ہے حلال رزق کمانے کے لئے جان، مال اور وقت لگتا ہے تو جمعہ کے دن وقت ضایع کرنے سے بہتر ہے جمعہ کے دن بھی کاروبار کیا جائے۔

اس لئے اگر کوئی بندہ فرائض کا خیال رکھ کر اپنا وقت حلال رزق کی کمائی میں لگاتا ہے تو یہ وقت بھی عبادت میں شمار ہے۔

آیت کے اندر نمازِ جمعہ کے ساتھ کسب الرزق کو بھی خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ یعنی جس طرح جمعہ کے دن جمعہ کی نماز پڑھنا اہم ہے تو اسی طرح بچوں کی کفالت کے لئے کسب الرزق بھی اہم ہے اور کسب الرزق یہ صرف محض کاروبار نہیں ہے بلکہ اگر کاروبار اسلامی اصولوں کے مطابق ہے تو وہ عبادت ہے اس لئے کسب الرزق نوافل سے بھی زیادہ اہم ہے کیونکہ نوافل کا حکم قرآن میں نہیں ہے اور کسب الرزق کا ذکر قرآن پاک میں متعدد مرتبہ آیا ہے، اس لئے نوافل سے زیادہ اہم کسب الرزق ہے۔ اور اس کسب الرزق کو جمعہ کی آیات کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے لہذا اگر ہم جمعہ کے دن نماز اور اذکار کے ساتھ کاروبار کریں گے تو ثواب بھی ملے گا اور جمعہ کی نسبت کی وجہ سے کاروبار میں برکت بھی حاصل ہوگی۔ اللہ تعالی عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

رزق کا ضیاع، برکت کا ضیاع

مولانا اللہ بخش منگوانو صاحب (حیدرآباد-جامشورو)

جس گھر کی نالی سے اور جس گھر کے بیسن سے رزق گرایا جارہا ہو تو سمجھ لیں کہ رزق نہیں جا رہا برکت جارہی ہے۔

آج مسلمان کی بربادی کی وجوہات میں سے ایک وجہ یہ بھی ہے: آجکل ہمارے گھروں میں جو کھانے کی چیز بچ جائے اس کو برتن دھوتے وقت بیسن میں بہادیا جاتا ہے یا ڈسٹ بن میں پھینک دیا جاتا ہے۔ اگر غور کیا جائے تو یہ کھانے کی چیزیں ضائع نہیں ہورہیں بلکہ ہمارے گھر سے برکت جارہی ہے۔

بنی اسرائیل قوم کو جو اللہ پاک نے کم و بیش 40 سال من و سلویٰ کا کھانا دیا تو اس قوم نے اللہ کی دی ہوئی نعمت کو ضائع کیا جس کے نتیجے میں اللہ پاک نے اپنی نعمت کو واپس لے لیا۔

آج یہ کام مسلمان بھی کررہے ہیں۔ اسی لئے تو ہر گھر بیماری، پریشانی، مصیبت، دکھ، قرضے اور بے روزگاری کا سبب بنا ہوا ہے۔

اس لئے اللہ پاک کی ناراضگی سے بچنے کے لئے یہ سب کچھ یاد رکھیں۔

اپنے پیسوں سے گول گپے کھاتے ہیں تب پلیٹ کا پانی بھی پی جاتے ہیں۔

اپنے پیسوں سے آئسکریم کھاتے وقت ڈھکن بھی چاٹ لیتے ہیں۔

اپنے پیسوں سے مونگ پھلی کھانے کے بعد چھلکے میں دانہ ڈھونڈ رہے ہوتے ہیں۔

لیکن! کسی کی شادی میں جب کھاتے ہیں تو آدھے سے زیادہ کھانا بچا کر چھوڑ دیتے ہیں۔

ایسا کیوں کرتے ہیں؟

ایک باپ اپنی پوری زندگی کی کمائی لگا کر اپنی بیٹی یا بیٹے کی شادی میں آپ کے لئے اچھا کھانا تیار کرواتا ہے، اسکی محنت کی کمائی کا اس طرح مذاق نہ اڑائیں۔ پلیٹ میں اتنا ڈالیں جتنا کھا سکیں، اگر کم ہو دوبارہ لے لیں، اور بچوں کو بھی خود پلیٹ میں ڈال کر دیں مگر! رزق کو ضائع مت کریں، اللہ کریم جزائے خیر عطا فرمائے آمین۔

محمد عمر تونیو (لاڑکانہ)

سو دینار مہر کے بدلے میں گرفتاری

شیخ سعدیؒ ایک دفعہ بیگار میں پکڑے گئے اور خندق کھودنے پر لگادیئے گئے۔ ایک دوست نے دیکھا تو رحم آیا اور 10 دینار فدیہ دیکر ان کو چھڑایا اور اپنے ساتھ حلب کے علاقے میں لے آئے، مزید مہربانی کرکے سو اشرفی مہر پر اپنی بیٹی کے ساتھ شادی کرادی، لیکن بیوی نہایت شوخ اور زبان دراز تھی شیخ سعدیؒ سے ہمیشہ ان بن رہتی تھی۔

ایک دن بیوی نے طعنہ دیا کہ تم اپنی ہستی بھول گئے ہو، تم وہی تو ہو جسے میرے باپ نے دس دینار دے کر چھڑایا تھا۔ شیخ سعدیؒ نے کہا ہاں دس دینار دیکر چھڑایا تھا لیکن پھر سو دینار مہر کے بدلے میں گرفتار بھی کرادیا تھا۔

سارے ریکارڈ توڑ دیے

استاد: آپ کے بیٹے نے اسکول کے سارے ریکارڈ توڑ دیے۔

باپ: نالائق کہیں کا، گھر میں گھر کے سارے برتن توڑتا رہتا ہے اور یہاں آپ کے سارے ریکارڈ توڑ دیے۔

جیب کترے کے ہاتھ میں تسبیح

ایک جیب کترے نے دوسرے جیب کترے کے ہاتھ میں تسبیح دیکھ کر حیرت کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا

کیا اپنے پیشے سے تائب ہوگئے؟ اس نے منہ بسورتے ہوئے کہا نہیں یار، بس ابھی ابھی غلطی سے ایک مولوی کی جیب میں ہاتھ پڑ گیا تھا۔

اسلامی تاریخی معلومات

مولانا محمد عارف صاحب گودھروی (باڈھ)

سوال: سب سے پہلے کاغذ کس نے تیار کیا تھا؟

جواب: حضرت یوسف علیہ السلام نے۔

سوال: سب سے پہلے صابن کس نے ایجاد کیا تھا؟

جواب: حضرت سلیمان علیہ السلام نے۔

سوال: مردوں میں سب سے پہلے کس نے اسلام قبول کیا تھا؟

جواب: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے۔

سوال: عورتوں میں سب سے پہلے اسلام کس نے اسلام قبول کیا تھا؟

جواب: حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

سوال: بچّوں میں سب سے پہلے کس نے اسلام قبول کیا تھا؟

جواب: حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے۔

سوال: عورتوں میں دوسرے نمبر پر کس نے اسلام قبول کیا تھا؟

جواب: حضرت امِ فضل رضی اللہ عنہا نے۔

سوال: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم طائف کے سفر کے لیے کب تشریف لے گئے تھے؟

جواب: نبوت کے دسویں سال میں

سوال: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے طائف میں کتنے دن سفر کیا تھا؟

جواب: 10 دن

سوال: سفر طائف میں آپکی ساتھ کونسے صحابی تھے؟

جواب: حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ

سوال: طائف کہاں واقع ہے؟

جواب: مکہ سے 40یا45 میل دور

سوال: ہجرت کے وقت اسلامی مہینہ کونسا تھا؟

جواب: صفر کا

سوال: مدینہ منّورہ کا پرانانام کیا تھا؟

جواب: یَثرِبُ

سوال: اذان کی ابتداء کب ہوئی تھی؟

جواب: یکم ہجری کو۔

سوال: مسلمانوں کا پہلا قبلہ کونسا تھا؟

جواب: بیت المقّدس

سوال: مسلمانوں کا دوسرا قبلہ کونسا مقرر ہوا تھا؟

جواب: خانہ کعبہ

سوال: غزوہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: وہ لڑائی جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود شرکت کی ہے۔

سوال: سَرِیّہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: جو لشکر آپ کی موجودگی میں نکلا ہو لیکن اس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود شرکت نہ کی ہو۔

سوال: سیّد الایاّم کس دن کو کہا جاتا ہے؟

جواب: جمعے کے دن کو۔

سوال: بئرمعونہ پر کتنے انصاری صحابہ قرآن کے قاری شہید ہوئے تھے؟

جواب: ستر (70) صحابہ۔

بچوں کا صفحہ — سعد بن ربیعؓ کی بہادری

مولانا ظہیر الدین ببر صاحب (الحسنین گرامر اسکول لاڑکانہ)

غزوہ احد میں لڑائی کے اختتام پر رسول اللہ ﷺ مسلمان شہداء کو ڈھونڈ رہے تھے، اس وقت آپ ﷺ نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ سعد بن ربیعؓ (جو انصار کے قائدین میں سے تھے) کا حال معلوم کریں اور دیکھیں کہ وہ زندہ ہیں یا شہید ہوگئے ہیں؟ محمد بن مسلمہ انصاریؓ حضرت سعدؓ کو ڈھونڈنے کے لیے نکلے وہ میدان جنگ میں چکر لگا کر اس کو تلاش کر رہے تھے کہ اچانک اس کی نظر حضرت سعد بن ربیعؓ پر پڑی کہ وہ خون میں لت پت ہیں، زخم سے خون کا فوارہ بہہ رہا ہے اور وہ زندگی کے آخری سانس لے رہے ہیں، وہ ان پر جھک گئے اور بتایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے آپ کا حال معلوم کرنے لے لیے بھیجا ہے۔ حضرت سعدؓ نے ڈوبتی ہوئی آواز میں کہا: رسول اللہ ﷺ کو میرا اسلام پہنچائیں اور ان سے کہیں کہ سعد کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہماری طرف سے اتنا زیادہ بدلہ دے جتنا اس نے کسی نبی کو بھی اپنی امت کی طرف سے نہ دیا ہو اور پھر بتایا کہ اپنی قوم یعنی انصار کو بھی میری طرف سے سلام پہنچائیں اور ان سے کہیں کہ سعد کہتا ہے کہ جب تک تمہاری جان میں جان ہے رسول اللہ ﷺ کا بال بھی بیکا ہوا تو تمہارے لیے اللہ کے ہاں کوئی عذر نہیں ہوگا۔ محمد بن مسلمہؓ کہتے ہیں کہ یہ کہہ کر انہوں نے جان اللہ کے سپرد کردی اور میں نے آکر رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دی۔

وہ فوج جس میں سعد بن ربیعؓ کی طرح نوجوان موجود ہوں تو اس کے لیے فتح ہی مقدر رہے۔ حضرت سعد بن ربیعؓ وہ فرزندِ اسلام ہیں جنہوں نے نبی ﷺ کی نگرانی میں اسلام کی تربیت حاصل کی اور محبت کی وہ مثال قائم کردی جو صرف قرنِ اول کے مسلمانوں کا خاصہ ہے اور یہ ان کے عظیم قائد ﷺ کا شعار ہے۔

مسلمانوں نے کافروں سے گتھم گتھا ہو کر عظیم کامیابی حاصل کی اور دنیا پر واضح کردیا کہ ایمان کس طرح کفر کا مقابلہ کرتا ہے اور ایک چھوٹا سا گروہ کس طرح صرف ایمان کی قوت سے بھاری ہتھیاروں سے لیس ایک بڑی فوج پر غالب آتا ہے!۔

خواتین کا صفحہ — تم اسے کیا چیز دو گی؟

مولانا عبید اللہ کلھوڑو صاحب (میر و خان)

حضرت عبداللہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہتے ہیں: مجھے ایک دن اپنی والدہ نے بلایا اس وقت رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر میں تشریف فرما تھے۔ میری والدہ نے کہا: آؤ میں تمہیں ایک چیز دیتی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم اسے کیا چیز دو گی؟ والدہ نے کہا: میں اس کو ایک کھجور دوں گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم اس کو کچھ نہ دیتی تو تمہارے لیے ایک جھوٹ لکھ دیا جاتا۔ (ابو داؤد)

جھوٹ نافرمانی کا سبب بنتا ہے اور آگ میں گرا دیتا ہے۔ نبی ﷺ فرماتے ہیں جھوٹ سے بچ کر رہو کیونکہ یہ نافرمانی کا بھائی ہے اور یہ دونوں آگ میں اکٹھے ہوں گے۔ جھوٹ دلوں میں نفاق اور باتوں میں خیانت ہے۔ (ابن ماجہ نسائی)

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کاذب یہ بہت بڑی خیانت ہے کہ تم اپنے بھائی سے باتیں کرتے ہو، وہ تمہیں سچا سمجھتا ہے اور تم اسے جھوٹ بول رہے ہو۔ (بخاری)

جھوٹ فطرتا ایک بری خصلت ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ انسان کے دل میں فساد چھپا ہوا ہے اور نفس کے اندر ایک برا جذبہ ہے جو برائی کا مرکز ہوتا ہے اور وہ آدمی کو بے اختیار گناہ پر آمادہ کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مومن میں ہر وصف ہو سکتی ہے لیکن جھوٹ اور خیانت ایمان کے منافی ہے۔ (مسند احمد)

رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: کیا مسلمان بزدل ہو سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ پوچھا گیا کیا مؤمن بخیل ہو سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں! پوچھا گیا کیا مومن جھوٹا ہو سکتا ہے؟ فرمایا: نہیں! (موطا امام مالکؒ)

یہی تو بات ہے جو لوگوں کو جھوٹ سے روکتی ہے۔ یہاں تک کہ جاہلیت میں بھی بعض لوگ جھوٹ بولنے سے رک جاتے ہیں کیونکہ جھوٹ طبع سلیم اور فطرت صالحہ کے خلاف ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: صحابہ کرام رضہ کے لیے جھوٹ سے زیادہ بری

خصلت کوئی نہیں تھی۔ رسول اللہ ﷺ کو جب اپنے کسی ساتھی کے بارے میں علم ہوتا کہ وہ جھوٹ بولتا ہے تو آپ کا دل اس وقت تک اس کے بارے میں صاف نہ ہوتا جب تک یہ پتہ نہ چلتا کہ اس نے جھوٹ سے توبہ کرلی ہے۔ (مسند احمد)

رسول اللہ ﷺ مسلمان قوم کو تعلیم دیتے ہوئے ایک مسلمان معاشرہ قائم کرتے تھے، آپ ﷺ اپنے صحابہ رضہ کو وصیت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: سچائی کا دامن تھامے رکھو! اگر تم دیکھو کہ اس میں ہلاکت ہے تب بھی اس پر قائم رہو کیونکہ نجات اسی میں ہے۔ (ابن ماجہ)

آپ ﷺ جھوٹ کے نقصانات سے محتاط رہنے کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں: جب آدمی جھوٹ بولتا ہے تو فرشتے اس سے دور بھاگتے ہیں۔ اس لیے کہ وہ جھوٹ کو ایک بدبودار چیز سمجھتے ہیں۔ (ترمذی) یہاں تک کہ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضہ کے دلوں کو بھی شک اور گمان سے پاک کردیا۔ فرمایا: گمان سے بچ کر رہو کیونکہ گمان بدترین جھوٹ ہے۔ (بخاری)

آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: اس کام کو چھوڑدو جو تمہیں شک میں ڈالے اور اس چیز کو اپناؤ جو تمہیں شک میں نہ ڈالے، یقینا سچائی اطمینان دلاتی ہے اور جھوٹ شک میں مبتلا کرتا ہے۔ (ترمذی)

چونکہ تربیت کا آغاز بچپن سے ہوتا ہے اس لیے رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو اس پر زور دیا ہے، اس لیے کہ وہ اس امانت (بچپن) کی ذمہ دار ہوتی ہیں۔ بچوں کا معاملہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ میں دے دیا ہے۔ وہ ان کے اندر اچھے اخلاق کا بیج ہوتی ہیں اور برے اخلاق کو اکھاڑ کر پھینک دیتی ہیں۔ وہ بچوں کی صحیح تربیت کی ذمہ دار ہوتی ہیں اور خود بھی ان کے لیے بہترین نمونہ ہوتی ہیں۔ بچہ دوسروں سے تو کوئی بات چھپا سکتا ہے لیکن ماں باپ جیسے مربی اور قائد سے اپنی کسی غلطی کو نہیں چھپا سکتا۔ اس لیے جب اسلام نے اس چھوٹی کونپل کو صحیح طریقے پر پالنے اور بڑھنے کو چاہا تو ماں کو تعلیم دی کہ اس کا کیا طرز عمل ہو اور وہ ان کو کیسی تربیت دے؟

اس واقعے میں رسول اللہ ﷺ نے ماؤں کو یہ تعلیم دی ہے کہ بچوں کے سامنے جھوٹ بولنے سے پرہیز کریں۔ یہاں تک کہ ان باتوں میں بھی جھوٹ بولنے سے احتیاط کریں جن کو وہ بہت معمولی سمجھتی ہیں۔ کیونکہ یہ بھی جھوٹ کے طور پر لکھ دی جاتی ہیں۔ (مسلم)

اس طرح ایسے ایک عظیم انسانی تہذیب کی بنیاد رکھی جاسکتی ہے جس کے سائے میں آدمی خوشگوار زندگی گذار سکتا ہے۔ چنانچہ بچوں کی تربیت کرنے والوں کو اسی طرح کرنا چاہیے۔